
سماع الصلاۃ عند القبر النبوی
ازالیاس علی شاہ(مدرسہ نجم العلوم نواں کلے رستم مردان)

سماع الصلاة عند القبر النبوی

الحمد لله وحده والصلاۃ والاسلام علی من لا نبی بعدہ اما بعد! اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ انبیاءکرام علیھم اپنی قبور میں زندہ ہیں خصوصا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلیٰ وممتاز حیات حاصل ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم عند القبر درود وسلام سنتے ہیں اور دور سے فرشتے پہنچاتے ہیں اس سلسلے میں ایک مختصر تحریر کو ترتیب دی ہے اللہ مقبول فرمائیں آمین یارب العالمین!

* جلاء الأفهام لابن قيم *

وَقَالَ أَبُو الشَّيْخ فِي «كتاب الصَّلَاة على النَّبِي صلی اللہ علیہ وسلم : حَدثنَا عبد الرَّحْمَن بن أَحْمد الْأَعْرَج: حَدثنَا الْحسن بن الصَّباح: حَدثنَا أَبُو مُعَاوِيَة: حَدثنَا الْأَعْمَش عَن أبي صَالح عَن أبي هُرَيْرَة رَضِي الله عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُول الله صلى الله عليہ وسلم : من صلى على عِنْد قَبْرِي سمعته، وَمن صلى عَليّ من بعيد أعلمته. وَهَذَا الحَدِيث غَرِيب جدا.

(الباب الأول: ما جاء في الصلاة على رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم)

حدیث: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ’’جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر درود پڑھتا ہے تو میں اسے خود سنتا ہوں، اور جو شخص مجھ پر دور سے درود پڑھتا ہے تو وہ مجھے پہنچادیا جاتا ہے۔

1.... امام حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے "فتح الباری" میں حضرت ابو الشیخ رحمہ اللہ کی روایت کردہ اس حدیث کی سند کو جیّدِ قرار دیا ہے۔

أَخْرَجَهُ أَبُو الشَّيْخِ فِي كِتَابِ الثَّوَابِ بِسَنَدٍ جَيِّدٍ بِلَفْظِ: مَنْ صَلَّى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِي سَمِعْتُهُ، وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ نَائِيًا بُلِّغْتُهُ۔ (488/6)

2... حضرت علامہ شمس الدین سخاوی رحمہ اللہ نے" القول البدیع " میں حضرت ابو الشیخ رحمہ اللہ کی روایت کردہ اس حدیث کی سند کو جیّدِ قرار دیا ہے۔

وعنه أيضًا -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :من صلى علي عند قبري سمعته، ومن صلى علي من بعيد أعلمته، أخرجه أبو الشيخ في "الثواب" له من طريق أبي معاوية عن الأعمش عن أبي صالح عنه، ومن طريقه الديلمي، وقال ابن القيم: إنه غريب، قلت: وسنده جيد كما أفاده شيخنا.

(الباب الرابع: فی تبلیغہ صلی اللہ علیہ وسلم سلام من یسلم علیہ)

3.... حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ نے "مرقاۃ المفاتیح" میں حضرت ابو الشیخ رحمہ اللہ کی روایت کردہ اس حدیث کی سند کو جیّد قرار دیا ہے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم : وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِي سَمِعْتُهُ (رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ) قَالَ مِيرَكُ نَقْلًا عَنِ الشَّيْخِ: وَرَوَاهُ أَبُو الشَّيْخِ، وَابْنُ حِبَّانَ فِي كِتَابِ ثَوَابِ الْأَعْمَالِ بِسَنَدٍ جَيِّدٍ. (18/3)

4....حضرت علامہ عبد الرؤف مناوی رحمہ اللہ نے "التیسیر بشرح الجامع الصغیر" میں امام حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے حوالے سے اس کی سند کو جید قرار دیا ہے۔

من صلى علي عند قبري سمعته، ومن صلي علي نائيا) أي بعيدا عني (أبلغته) أي أخبرت به على لسان بعض الملائكة؛ لان لروحه تعلقا بمقر بدنه الشريف وحرام على الارض أن تأكل أجساد الانبياء فحاله كحال النائم. (هب عن أبي هريرة) قال ابن حجر: إسناده جيد..(حرف الميم)

5....علامہ علی بن محمد کنانی رحمہ اللہ نے بھی "تنزیہ الشریعۃ" میں حضرت ابو الشیخ رحمہ اللہ کی روایت کردہ اس حدیث کی سند کو جیّد قرار دیا ہے۔

حَدِيثٌ "مَنْ صَلَّى على عندى قَبْرِي سَمِعْتُهُ، وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ نَائِيًا وَكَّلَ اللهُ بِهَا مَلَكًا يُبَلِّغُنِي، وَكُفِيَ أَمْرَ دُنْيَاهُ وَآخِرَتِهِ، وَكُنْتُ لَهُ شَهِيدًا وَشَفِيعًا" (خطّ) مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ وَلَا يَصح، فِيهِ مُحَمَّد بن مَرْوَان وَهُوَ السّديّ الصَّغِير، وَقَالَ الْعقيلِيّ: لَا أصل لهَذَا الحَدِيث. (تعقب) بِأَن الْبَيْهَقِيّ أخرجه فِي «الشّعب» من هَذَا الطَّرِيق، وتابع السّديّ عَن الْأَعْمَش فِيهِ أَبُو مُعَاوِيَة، أخرجه أَبُو الشَّيْخ فِي الثَّوَاب. (قلت:) وَسَنَده جيد كَمَا نَقله السخاوي عَن شَيْخه الْحَافِظ ابْن حجر وَالله أعلم. وَله شَوَاهِد من حَدِيث ابْن مَسْعُود وَابْن عَبَّاس وَأبي هُرَيْرَة، أخرجهَا الْبَيْهَقِيّ، وَمن حَدِيث أبي بكر الصّديق أخرجه الديلمي. وَمن حَدِيث عمار أخرجه الْعقيلِيّ من طَرِيق عَليّ بن قَاسم الْكِنْدِيّ. وَقَالَ: عَليّ بن الْقَاسِم شيعي فِيهِ نظر، لَا يُتَابع على حَدِيثه انْتهى. وَفِي «لِسَان الْمِيزَان»: أَن ابْن حبَان ذكر على بْن الْقَاسِم فِي الثِّقَات، وَقد تَابعه عبد الرَّحْمَن بن صَالح وَقبيصَة بن عقبَة. أخرجهُمَا الطَّبَرَانِيّ

(كتاب المناقب والمثالب بَاب فِيمَا يتَعَلَّق بالنبى صلی اللہ علیہ وسلم، الفصل الثانی

:تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة)

خلاصہ یہ کہ امت کے متعدد حضرات محدثین نے حضرت ابو الشیخ کی سند کو جیّد

قرار دیا ہے۔

سند کے راویوں کی تحقیق:

1....حافظ ابو الشیخ روایت حدیث میں قابل اعتماد راوی ہے۔۔

علامہ ذہبیؒ ان کو حافظ اصبہان، مسند زمان، الامام لکھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ کثرت علم اور وافر حافظہ کے ساتھ نیک اور دیندار بھی تھے اور محدث ابن مردودیہؒ کہتے ہیں کہ وہ ثقہ اور مامون تھے علامہ خطیب ان کو حافظ ثبت اور متقن کہتے ہیں حافظ ابو نعیمؒ ان کو احد الاعلام اور ثقہ کہتے ہیں(تذکرۃ الحفاظ ص3ص147،148)

حافظ ابن قیمؒ ان کو الحافظ لکھتے ہیں (اجتماع الجیوش الاسلامیۃ ص95) علامہ ابن حجر ان کو الحافظ اور ثقہ لکھتے ہیں (لسان المیزان ج6ص395)

ابو الشیخ اگرچہ مثالب امام اعظم ابی حنیفہ کی چند روایات کا راوی ضرور ہے مگر کسی محدث یا حنفی محقق نے ان رویات کے وضع کا الزام اس پر نہیں لگایا۔۔ جیسے اشاعتی لوگ دھوکہ دیں رہے ہیں... موضوع روایات کا راوی ہونا تو امام احمد بن حنبل ااور ابن ماجہ بھی ہیں۔۔

یاد رہے دو ثقہ حفاظ ابن قیمؒ اور امام سیوطیؒ اسے ابو الشیخ کی کتاب سےباسند نقل کررہے ہیں تو یہ حجت ہے کتاب کے مفقود ہونے سے اس کےحجت ہونے پر کوئی فرق نہیں پڑتا....

2.... عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَحْمَدَ الاعرج

ابو الشیخ الاصبہانیؒ نے "طبقات الاصبهانيين" میں اپنے دو شیوخ جو آپس میں بھائی ہیں کاترجمہ نقل کیا ہے عبد الرحمٰن بن احمد اعرج اور اس کے بھائی محمد بن احمد کا پہلے عبد الرحمن کا ترجمہ نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں

طبقات المحدثين بأصبهان والواردين عليها

(3/ 541-542)

486... عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَحْمَدَ الزُّهْرِيُّ ، يُكْنَى أَبَا صَالِحٍ الْأَعْرَجَ، تُوُفِّيَ سَنَةَ ثَلَاثِمِائَةٍ

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَحْمَدَ، قال: حدثنا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ، قال: حدثنا

حَمَّادُ بْنُ يزَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّرَّاجِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْقَزَعِ.

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَحْمَدَ، قال: حدثنا أَبُو حَفْصٍ عُمَرُ بْنُ زِيَادٍ الأَزْدِيُّ الزَّعْفَرَانِيُّ بِمَهْدَانَ، قال: حدثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ قُتَيْبَةَ، قال: حدثنا قَيْسٌ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ ذَرِيحٍ، عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لا تَكْرَهُوا الْفِتْنَةَ فِي آخِرِ الزَّمَانِ، فَإِنَّهَا تُبَيِّنُ الْمُنَافِقِينَ.

اس کے بعد اس کے بھائی کاترجمہ نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

487... أَخُوهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَزِيدَ الزُّهْرِيُّ ، لَمْ يَكُنْ بِالْقَوِيِّ فِي حَدِيثِهِ، كَثِيرُ الْحَدِيث

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَزِيدَ، قال: ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ يَزِيدَ، قال: حدثنا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ وَائِلِ بْنِ دَاوُدَ، عَنِ ابْنِهِ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلَمَ عَلَى صَفِيَّةَ بِسَوِيقٍ وَتَمْرٍ.

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ، عْنُ إِسْمَاعِيلُ، قال: حدثنا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ.

عبد الرحمن بن احمد الاعرج کو مجہول الحال قرار دینا درست نہیں کیونکہ ابو الشیخ نے اس پر مطلق سکوت اختیار نہیں کیا۔ جیسے آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ابو الشیخ نےدونوں بھائی کا ترجمہ ایک ساتھ ذکر کیا تو محمد میں کلام کیا اورفرمایا:إنه لم يكن بالقوي في الحديث۔ اور عبد الرحمن سے سکوت اختیار کیا کیونکہ اس پر کوئی جرح نہیں جانتا اگر جانتا تو ضرور ذکر کرتا کیونکہ دونوں آپ کے مشائخ میں سے ہیں پس آپ کا شیخ عبد الرحمن سے سکوت کرنا باوجود اس کے کہ اس کے بھائی پر کلام کیا جبکہ دونوں آپ کے شیوخ بھی ہیں دلیل ہے کہ عبد الرحمن ان کے ہاں معتمد ہے اس لئے تو حافظ ابن حجر نے عبد الرحمن الاعرج کے اسناد کو جید کہا اور یہی درست ہے۔

3۔الحسن بن الصباح

الإمام الحافظ الحجة ، شيخ الإسلام(سير أعلام النبلاءج12،ص193)

جلاء الافہام جو شعیب الارناووط اور عبد القادر الارناووط کی تحقیق سے مطبوع

ہے اس میں اس روایت کا راوی الحسن بن الصباح ہی ہے۔۔ اور یہی درست ہے۔علامہ امام سیوطی نے بھی الآلئ المصنوعۃ فی الاحادیث المضوعۃ میں ابو الشیخ کی سند میں الحسن بن الصباح ہی نقل کیا ہے۔

حدثنا عبد الرحمٰن بن احمدالاعرج حدثنا الحسن بن الصباح حدثنا ابو معاویۃ عن الاعمش بہ(ج1ص283)

اشاعتی محقق علامہ نیلوی صاحب نے بھی راوی کا نام الحسن بن الصباح ہی ذکر کیا ہے۔ ندائے الحق ج2ص83

اشاعتی مولف آئینہ تسکین نے بھی یہی نام ذکر کیا(ص123)۔۔۔

ہاں کشف الستر میں اشاعتی مصنف نے اس کا نام بلا تحقیق الحسین بن الصباح بنا دیا(ص15،38،39)۔۔۔ یاد رہے الحسن بن الصباح بخاری شریف کا راوی ہے۔۔ مگر اشاعتی بلا تحقیق اسے الحسین بن الصباح بنا کر دھوکہ دیں رہے۔۔۔

آگے بخاری کی سند ہے۔

ابو معاویۃ عن الاعمش عن ابی الصالح عن ابی ھریرۃ بخاری کی سند ہے(ج2 ص735)

4۔۔۔ابو معاویہ الضریر، محمد بن خازم التیمی السعدی الکوفی

آپ 195ھ کو فوت ہوئے۔

آپ کی توثیق درج ذیل ائمہ نے کی ہے

یعقوب بن شیبہ:

"وکان من الثقات" (تاریخ بغداد: 5/ 249)

ابن سعد:

"وکان ثقۃً کثیر الحدیث" (طبقات ابن سعد: 6/ 392)

عجلی:

"ثقۃ" (تاریخ الثقات: 1450، دوسرا نسخہ: 1589)

ابن حبان

ذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال:

"وکان حافظًا متقنًا" (7/ 441)

ذہبی:

"الإمام الحافظ الحجۃ ...... أحد الأعلام" (سیر اعلام النبلاء: 9/ 73)

ابن حجر عسقلانی:

"ثقۃ أحفظ الناس لحدیث الأعمش" (تقریب التہذیب: 5841)

ابو معاویہ کے متعلق امام حاکم نے فرمایا:

"أبا معاویۃ أحفظ أصحاب الأعمش"

"ابو معاویہ اعمش کے سب سے احفظ اصحاب میں سے ہیں"

(مستدرک علی الصحیحین: 501/1)

نوٹ:. ابو معاویہ کا تدلیس موجب جرح نہیں

ابو معاویہ الضریر (م 295 ھ) کو حافظ ابن حجر نے دوسرے طبقہ میں شمار کیا ہے . (طبقات المدلسین ص 73)

اور دوسرے طبقہ کی تدلیس موجب جرح نہیں ہے۔

5..ابو محمد سلیمان بن مہران الاعمش الاسدی الکاہلی الکوفی رحمہ اللہ

آپ 148ھ کو فوت ہوئے۔

آپ کی توثیق درج ذیل ائمہ نے کی ہے:

احمد بن حنبل:

"الأعمش أحب إلي وهو صحيح الحديث، وهو محدث"

(مسائل الامام احمد بروایۃ ابن ہانی: 2/ 216 رقم: 217)

" عاصم بن بهدلة ثقة رجل صالح خير ثقة والأعمش أحفظ منه وكان شعبة يختار

الأعمش علیہ فی تثبیت الحدیث"

(الجرح والتعدیل: 6/341، العلل ومعرفۃ الرجال: 230)

یحییٰ بن سعید القطان:

" ھو علّامۃ الإسلام"

(تاریخ بغداد: 9/ 8)

یحییٰ بن معین:

"ثقۃ" (الجرح والتعدیل: 4/ 146)

ابو حاتم رازی:

"ثقۃ یحتج بحدیثہ" (الجرح والتعدیل: 4/ 146)

عجلی:

"ثقۃ" (تاریخ الثقات: 619)

ابن حبان:

ذکرہ ابن حبان فی الثقات (4/ 302)

ذہبی:

"الإمام شیخ الإسلام، شیخ المقرئین والمحدثین" (سیر اعلام النبلاء: 6/ 22)

"أحد الائمۃ الثقات" (میزان الاعتدال: 2/ 224)

ابن حجر عسقلانی:

"ثقۃ حافظ ...... ورع" (تقریب التہذیب: 2615)

"أحد الأعلام الحفاظ" (لسان المیزان: 8/ 378 رقم: 12846)

نوٹ:۔ امام اعمش کا حدیث ابو الصالح سے سماع پر محمول ہے

امام اعمش اگر اپنے درج ذیل تین اساتذہ سے روایت کریں تو ان کی روایت سماع پر محمول ہوتی ہے۔

1..ابو صالح السمان

2..ابو وائل شقیق

3..ابراہیم بن یزید النخعی

چنانچہ امام ذہبی فرماتے ہیں:

قلت: وهو يدلس، وربما دلس عن ضعيف، ولا يدرى به، فمتى قال حدثنا فلا كلام، ومتى قال " عن " تطرق إلى احتمال التدليس إلا في شيوخ له أكثر عنهم: كإبراهيم،]وأبي[وائل، وأبي صالح السمان، فإن روايته عن هذا الصنف محمولة على الاتصال.

میں کہتا ہوں کہ اعمش تدلیس کیا کرتے تھے اور بعض اوقات آپ ضعیف راوی سے بھی تدلیس کیا کرتے تھے اور انہیں اس کا علم نہیں ہوتا لہٰذا جب آپ حدثنا کہیں تو اس کی روایت کے حجت ہونے میں کوئی کلام نہیں اور جب آپ "عن" کہیں تو اس میں تدلیس کا احتمال آجاتا ہے سوائے ان شیوخ میں جن سے آپ نے کثرت سے روایات لی ہیں مثلا ابراہیم (النخعی)، ابی وائل (شقیق بن سلمہ)، اور ابو صالح السمان، کیونکہ ان کی روایت اس صنف سے اتصال پر محمول ہوتی ہے۔

(میزان الاعتدال: 224/2)

امام ذہبی امام ِفن اور صاحبِ استقراء التام ہیں، ان کی یہ تخصیص ان کے استقراء و تحقیق پر مبنی ہے لہٰذا ان کی یہ بات حجت ہے۔ اور مذکورہ روایت بھی اعمش کا ابو الصالح سے ہے۔

6.... ابو صالح ذکوان السمان الذیات رحمہ اللہ

آپ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے مشہور شاگردوں میں سے ہیں اور امام اعمش وغیرہ کے استاد ہیں۔ آپ 101ھ کو فوت ہوئے۔

آپ کی توثیق درج ذیل ائمہ نے کی ہے:

احمد بن حنبل:

"هو أوثقهم. قالوا: ثقة ثقة" (العلل ومعرفة الرجال: 4723)

(الجرح والتعدیل: 3/ 451)

یحییٰ بن معین:

"ثقۃ" (تاریخ دارمی عن ابن معین: 956)

ابو زرعہ رازی:

"ثقۃ مستقیم الحدیث" (الجرح والتعدیل: 3/ 451)

ابو حاتم رازی:

"صالح الحدیث یحتج بحدیثہ" (الجرح والتعدیل: 3/ 451)

ابن سعد:

"کان ثقۃ کثیر الحدیث" (طبقات ابن سعد: 5/ 301)

عجلی:

"ثقۃ" (تاریخ الثقات: 404، دوسرا نسخہ: 433)

ابن حبان

ذکرہ ابن حبان فی الثقات (4/ 221، 222)

ذہبی:

"القدوۃ الحافظ الحجۃ"(سیر اعلام النبلاء: 5/ 36)

ابن حجر عسقلانی:

"ثقۃ ثبت" (تقریب التہذیب: 1841)

(غریب حدیث)

ایک ہے فن غریب الحدیث اور ایک ہے کسی حدیث کا غریب ہونا اول کا تعلق متن سے ہے یعنی متن میں ایسے الفاظ کا ہونا جو نہایت مشکل اور فہم سے بعید ہوتے ہیں کیونکہ وہ قلیل الاستعمال ہوتے ہیں ۔امام ابن الصلاح معرفت غریب الحدیث کا بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: وھو عبارۃ عما وقع فی متون الاحادیث من الالفاظ الغامضۃ البعیدۃ من الفھم...(مقدمۃ ابن الصلاح ص245ا،النوع32)

ترجمہ:۔غریب الحدیث وہ فن ہے جس میں متون احادیث میں ایسے الفاظ سے بحث

کی جاتی ہے جو نہات مشکل اور فہم سے بعید ہوتے ہیں

مذکورہ حدیث اس معنی غریب نہیں۔

اور دوم یعنی کسی حدیث کا غریب ہونا اس کا تعلق سند سے ہے یعنی کسی سند میں راوی کا متفرد ہونا۔ امام ابن الصلاح اسی کے متعلق فرماتے ہیں: ثم الغریب ینقسم الی صحیح کالافراد المخرجۃ فی الصحیح والی غیر الصحیح وذلک والغالب علی الغرائب ۔۔(مقدمۃ ص244)

ترجمہ:۔ پھر غریب کی دو قسمیں ہیں ایک صحیح جیسے ان متفرد راویوں کی حدیثیں جن کی صحیح میں تخریج کی گئی ہے اور دوسری غیر صحیح اور غرائب پر یہی حال غالب ہے۔۔

معلوم ہوا کہ غرابت صحت کے منافی نہیں۔ بخاری کی پہلی حدیث انما الاعمال بالنیات غریب ہے فان اسنادہ متصف بالغرابۃ ۔(مقدمۃ ابن الصلاح245) تو کیا اس کا مطلب ہوگا کہ یہ ضعیف ہے؟

حدیث کی مضمون کی تحقیق:

اس حدیث کے مضمون پر اہل سنت والجماعت کا اجماع واتفاق رہا ہے مماتیت کے ظہور سے پہلے سب علماء احناف حنابلہ مالکیہ شافعیہ ، اہل ظواہر اور علماء نجد سماع عند القبر النبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر متفق رہے ہیں۔۔۔

سماع الانبیاء علیہم السلام عند القبور اہل سنت کا اجماعی مسئلہ ہے

مسلک علمائے دیوبند:۔ اکابر دیوبند کی تحقیقات کے مطابق سماع صلوٰۃ وسلام پر علمائے اہل سنت کا اتفاق رہا ہے۔

قطب الارشاد مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فرماتے ہیں:

"انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سماع میں کسی کا اختلاف نہیں"۔۔ (فتاویٰ رشیدیہ ج1 ص100)

حکیم الامت اشرف علی تھانوی ؒ فرماتے ہیں:

"روضہ مبارک پر جو درود شریف پڑھا جاتا ہے وہ بالاتفاق بلا واسطہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش ہوتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو سنتے اور جواب

دیتے ہیں"..(امداد الفتاویٰ ج5 ص 110)

مسئلہ اجماعی ہونے پر چند قرائن ودلائل

1... مولانا سرفراز خان صفدر کا چلینج:.

1374ھ تک کسی سنی عالم سے اس کا انکار منقول نہیں اور یہ اجماع امت کا واضح قرینہ ہے۔

چنانچہ مولانا سرفراز صفدر ؒ منکرین کو چلینج دیتے ہوئے فرماتے ہیں:" بلا خوف تردید یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ تقریبا 1374ھ تک اہل السنۃ والجماعۃ کا کوئی فرد کسی فقہی مسلک سے وابستہ دنیا کے کسی خطہ میں اس کا قائل نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم کی روح مبارک کا جسد اطہر سے قبر شریف میں کوئی تعلق اور اتصال نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم عند القبر صلوٰۃ وسلام کا سماع نہیں فرماتے کسی اسلامی کتاب میں عام اس سے کہ وہ کتاب حدیث وتفسیر کی ہو یا شرح حدیث اور فقہ کی ۔ علم کلام کی ہو یا علم تصوف وسلوک کی ۔ سیرت کی ہو یا تاریخ کی کہیں صراحت کے ساتھ اس کا ذکر نہیں کہ آپ کہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کا جسم اطہر سے کوئی تعلق اور اتصال نہیں اور آپ عند القبر صلوۃ وسلام کا سماع نہیں فرماتے".. (تسکین الصدور ص 244)

اس چلینج کا جواب میں شہاب الدین خالدی نے چند عبارا ت کا خود ساختہ مفہوم لیکر اپنے حواریوں خوش کرنے کی کوشش کی ہے مگر ان سے صراحت کیساتھ کوئی عبارت نہیں دکھا سکے بلکہ ان کی صریح عبارتوں میں سماع کی تصریح ہے......

2... خطاب کے صیغے سے درود

اہل السنۃ والجماعۃ کی چار مستند فقہی کتابوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کے سلسلے میں نماز سے باہر دوردراز سے خطاب کے صیغے استعمال کرنے کی ترغیب نہیں دی گئی لیکن جب یہ حضرات روضہ اقدس پر حاضری کے آداب بیان کرتے ہیں تو وہاں پر سب ہی حضرات خطاب کے صیغے(السلام علیک یا رسول اللہ وغیرھا) لکھنے لگتے ہیں۔ ملاحظہ ہو مغنی ابن قدامہ ج3 ص558، فتح القدیر لابن ھمام ج 3 ص95، نوالایضاح مع مراقی الفلاح وحاشیہ (طحطاوی ص206) (فتاوی عالمگیریہ جا ص265)

ایسے ہی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب سفر سے تشریف لاتے تو روضہ اطہر کے پاس سلام اس طرح کرتے" السلام علیک یا رسول اللہ۔ السلام علیک یا ابا بکر ، السلام علیک یا ابتاہ.... (مصنف ابن عبد الرزاق ج3 ص576، ابن ابی شیبہ ج4، ص138 السنن الکبریٰ للبیہقی ، الصارم المنکی ص116) (قاعدہ جلیلہ ص56،137)

3.... ایسے ہی فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک سلام پہچانے کا کہا ہو تو صلاۃ وسلام پیش کرنے بعد اس کا سلام اس کا نام بارگاہ رسالت میں پیش کرے...(وفا ء الوفاء ج2 ص423، فتح القدیر ج3 ص 95) فتاوی عالم گیریہ ج1 ص225،226، نور الایضاح مع مراقی الفلاح وحاشیہ طحطاوی ص407)

اسی طرح یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ بھی مدینہ منورہ جانے والوں کے ذریعے بارگاہ رسالت میں سلام بھجوایا کرتے تھے اور اس مقصد کے لئے ڈاک بھی بھیجا کرتے تھے...(شفاء قاضی عیاض مع نسیم الریاض وشرح ملا علی قاریؒ ج3 ص16)

یہ سب باتیں بلا نکیر فقہاء اپنی کتابوں میں لکھتے آرہے ہیں گویا سب حضرات سماع عند القبر النبوی کے قائل ہیں اور صلوۃ وسلام پیش کرنے اور بھیجنے میں دور ونزدیک کا فرق ملحوظ رکھتے ہیں۔

4..... استشفاع عند القبر النبوی

اجماع اہل سنت پر سب سے واضح قرینہ یہ بھی ہے کہ جمہور فقہاء ومحدثین استشفاع عند القبر کو جائز سمجھتے ہیں۔۔ جس کا اصل سلف صالحین کی تقریر سے ثابت ہے جو حضرت مالک الدار کے سند سے مصنف ابن ابی شیبہ میں مذکور ہے۔ اور استشفاع عند القبر النبوی متفرع ہے سماع پر لہذا ان حضرات کے ہاں سماع عند القبر النبوی بے غبار ثابت ہے۔۔

5..... منکرین استشفاع بھی سماع کے قائل ہیں۔

حافظ ابن تیمیہ جو استشفاع کا منکر ہے اور جو اس مسلک میں آپ کے ہمنوا ہیں وہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عند القبر سماع کے قائل ہیں۔

چنانچہ حافظ ابن تیمیہؒ فرماتےہیں:

"ان اللہ تعالیٰ حرم علی الارض ان تاکل لحوم الانبیاء فاخبر انہ یسمع الصلوۃ والسلام " من القریب وانہ یبلغ ذٰلک من البعید..(مناسک الحج ص84 طبع دہلی)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کا گوشت کھائے پس آپ نے خبر دی ہے کہ آپ صلی اللله علیہ وسلم قریب سے سنتے ہیں اور دور سے آپ کو پہنچایا جاتا ہے۔

آپ ہی فرماتے ہیں:

"فھو یرد السلام علی من یسلم علیہ عند قبرہ ویبلغ سلام من سلم علیہ من البعد".. (مجموعۃ الفتاوی ج14 جزء27 ص14)ترجمہ: پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود سلام کا جواب عنایت فرماتے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر کے پاس سلام کریں اور سلام پہنچایا جاتا ہے اس کا جو دور سے سلام کریں۔

حافظ ابن قیم ؒ فرماتے ہیں:

"وروح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الرفیق اعلیٰ علیین وترد الی القبر ویرد اللہ سبحٰنہ الی القبر فترد السلام علی من سلم علیہ وتسمع کلامہ" (کتاب الروح305)

ترجمہ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک ہمیشہ رفیق اعلیٰ میں رہتی ہے اور اللہ تعالی اس کو لوٹاتے ہیں قبر میں پس وہ سلام کرنے والے کے "سلام کا جواب دیتی ہے اور اس کا کلام سنتی ہے۔

علامہ ابن عبد الہادیؒ جواس حدیث کے سند پر خوب جرح کرتے ہیں لیکن فرماتے ہیں:

فاما ذٰلک الحدیث وان کان معناہ صحیا فاسنادہ لایحتج بہ وانما یثبت معناہ بالاحادیث اُخر(الصارم المنکی ص131

ترجمہ: بہرحال یہ حدیث اگرچہ اس کا معنی صحیح ہے لیکن اس کی سند قابل احتجاج نہیں ہے البتہ اس کا معنیٰ دوسری احادیث کی روشنی میں ثابت ہے۔

نیز آپ ہی فرماتے ہیں:

"وھو یسمع السلام من القبر وتبلغہ الملائکۃ الصلوٰۃ والسلام من البعد".. (الصرم المنکی ص282)

ترجمہ:.... آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر مبارک سے سلام سنتے ہیں اور دور سے فرشتے پہنچاتے ہیں۔

علامہ آلوسیؒ نے (روح المعانی ج22، ص38) پر "رد السلام المسموع" سنے ہوئے سلام کا جواب لوٹانا.... کی تصریح کی ہے۔

قاضی شوکانی فرماتے ہیں:

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حی بعد وفاتہ وانہ یسر بطاعات امتہ وان الانبیاء لا یبلون مع ان مطلق الادراک کا علم والسماع ثابت لسائر الموتیٰ..(نیل الاوطار ج3 ص 264)

ترجمہ:۔ بے شک محققین کی جماعت اس طرف گئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں وفات کے بعد زندہ ہیں اور آپ اپنی امت کی طاعات سے خوش ہوتے ہیں اور یہ انبیاح علیہم السلام کے اجساد بوسیدہ نہیں ہوتے حالانکہ مطلق ادراک جیسے علم وسماع تو سب مردوں کے لئے ثا بت ہے.....

شیخ محمد بن عبدالوہاب اور ان کے پیروکار لکھتے ہیں:

والذی نعتقد ان رتبۃ نبیا صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ مراتب المخلوقین علی الاطلاق وانہ حی فی قبرہ حیٰوۃ مستقرۃ ابلغ من حیات الشہداء المنصوص من یسلم علیھا فی التنزیل اذ ھو افضل منھم بلا ریب وانہ یسمع من یسلم علیہ(الدرر السنیۃ فی الاجوبۃ النجدیۃ ۔ اتحاف النبلاء ص415)

ترجمہ:۔ جس چیز کا ہم اعتقاد کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہمارے نبی کا درجہ مطلقاً ساری مخلوق سے بڑھ کر ہے اور آپ اپنی قبر مبارک میں حیات دائمی سے متصف ہیں ِ جو شہداء کی حیات سے اعلیٰ وارفع ہے جس کا ثبوت قرآن کریم سے ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلا شہداء سے افضل ہیں اور جو شخص آپ پر (عند القبر) سلام کہتا ہے آپ سنتے ہیں..

گویا 1374 ھ سے ہجری سے پہلے علامہ ابن تیمیہ سمیت جمہور فقہاء ومحدثین کا سماع عند القبر النبوی پر اجماع رہا ہے اور ان سے پہلے کسی سے صریح انکار یا اختلاف منقول نہیں

اس اجماع کی فقہی حیثیت

ؓصاحب نو الانوار فرماتے ہیں

"ثم اجماع من بعدھم ای بعد الصحابۃ من اھل کل عصر علی کل حکم لم یظھر فیہ

خلاف من سبقهم من الصحابۃ فھو منزلۃ الخبر المشھور یفید الطمانینۃ دون الیقین"(نور الانوار مبحث الجماع ،ص222،، 223)

ترجمہ:۔ صحابہ کے بعد ہر عصر کے لوگوں کا کسی حکم پر اجماع ہونا جس میں پہلے لوگوں یعنی صحابہ سے خلاف ظاہر نہ ہوا ہو۔ یہ بمنزلہ خبر مشہور کے ہوتا ہے جو طمانیت کا فائدہ دیتی ہے۔۔

اس مسئلہ کی پوزیشن بھی ایسی ہے کہ صحابہ سے سماع عند القبر النبوی میں خلاف ظاہر نہیں اور بعد کے فقہاء ومحدثین 1374ھ تک متفق آرہے ہیں۔۔ اور یہ بمنزلہ خبر مشہور کے ہے۔۔

خبر مشہور کا حکم

لایکفر جاحدہ بل یضلل علی الاصح(نورالانوارص177)

ترجمہ:۔ اس کے منکر کی تکفیر نہیں کی جائے گی بلکہ صحیح قول کے مطابق مضل(گمراہ)قرار دیا جائےگا۔۔

الیاس علی شاہ ۔۔(مدرسہ نجم العلوم نواں کلے رستم مردان)